Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.17314630

A Comparative Study of the Concepts of Good and Evil in Islam and Zoroastrianism

اسلام اور زرتشتی مذہب کے تصورات خیر وشر کا تقابلی جائزہ

Muhammad Tauheed
PHD Scholar Minhaj University Lahore
muhammadtauheed793@gmail.com
Dr. Shabir Ahmad Jamee
HOD School of Islamic Study and Shariah Minhaj University Lahore
hodislamicstudies.cosis@mul.edu.pk

ABSTRACT

The concept of good and evil forms one of the fundamental bases of human thought and philosophy, profoundly influencing the intellectual and moral frameworks of various religions and civilizations. This study presents a comparative analysis of the Islamic and Zoroastrian perspectives on good and evil. In Zoroastrianism, good and evil are portrayed as two eternal and opposing forces Ahura Mazda representing good and Ahriman representing evil engaged in a cosmic struggle. In contrast, Islam views both good and evil as originating from the will of a single Creator, Allah Almighty, who possesses complete authority over all things. According to the Qur'an and Sunnah, good and evil serve as part of the divine test of human life, wherein mankind is entrusted with free will and moral responsibility. The study explores the theological foundations, moral implications, and philosophical interpretations within both traditions, highlighting how Zoroastrian dualism and Islamic monotheism offer distinct yet insightful understandings of good and evil.

Keywords: *Islam, Zoroastrianism, Good, Evil, Monotheism, Dualism, Ethics.*

تعارف

خیر و شر کا تصور انسانی فکر و فلسفہ کی بنیادوں میں سے ایک اہم اساس ہے، جس نے ہر دور میں مذاہب اور تہذیبوں کے فکری نظام کو گہرے طور پر متاثر کیا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں اسلام اور زرتشتی مذہب کے تصوراتِ خیر و شر کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ زرتشتی مذہب میں خیر و شر کو دو ازلی و ابدی طاقتوں، یعنی "اَہُورامَزدا" (خیر کا مظہر) اور "اَہریمن" (شر کا مظہر) کی صورت میں پیش کیا گیا ہے، جن کے مابین کائناتی جنگ جاری رہتی ہے۔ اس کے برعکس، اسلام میں خیر و شر کا منبع واحد خالقِ کائنات، اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے، جو دونوں پر قدرتِ کاملہ رکھتا ہے۔ قرآن و سنت کے مطابق خیر و شر آزمائشِ انسانی حیات کا حصہ ہیں اور انسان کو ارادہ و اختیار کے ذریعے ان میں تمیز کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ مقالے میں دونوں مذاہب کے بنیادی عقائد، الٰہیاتی تصورات، اور اخلاقی نتائج کا تجزیہ کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ زرتشتی دوگانیت اور اسلامی توحید میں خیر و شر کے تصورات کیسے مختلف فکری و روحانی زاویے رکھتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے انسانیت کی صلاح وفلاح کے لئے مختلف اوقات وازمنہ میں اپنے برگزیدہ انبیاء کے ذریعے مختلف ہدایات واحکامات نازل فرمائے تاکہ انسان ان ہدایات پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا وآخرت کو سنوارے۔ انہی ہدایات واحکامات کو مذہب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مذہب ایک فطری چیز ہے گویا یہ روح و جسم کے تمام تر تقاضوں کی تکمیل کا نام ہے۔ جہاں تک مذہب کی تعریف اور معنیٰ و مفہوم کا تعلق ہے تو اس کا شمار ان الفاظ اور اصطلاحات میں ہوتا ہے جنہیں سمجھا اور محسوس تو کیا جاسکتا ہے تاہم دنیا میں پائے جانے والے مختلف مذاہب اور ان کے عقائد کے اختلاف کے سبب مذہب کا ایک جامع مفہوم بیان کرنا مشکل ہے تاہم اہلِ لغت نے اپنے اپنے انداز میں اس کا مفہوم بیان کیا ہے۔

بنیادی طور پر مذاہب عالم دو اقسام میں منقسم ہیں۔ سامی اور غیر سامی۔ جو ادیان اللہ رب العزت، رسلِ سابقہ اور کتبِ سابقہ پر ایمان ویقین رکھتے ہیں وہ سامی مذاہب ہیں۔ ان میں یہودی مذہب، عیسائی مذہب اور اسلام شامل ہیں۔ انہی کو الہامی یا آسمانی مذاہب کہا جاتا ہے جو مذاہب اپنے عقائد اور تعلیمات کو اللہ رب العزت کے معین کردہ احکامات کے تابع نہیں سمجھتے۔ ان کو غیر سامی مذاہب کہتے ہیں۔ ان مذاہب میں ہندومت، جین مت، زرتشت، سکھ مت، تاؤمت، کنفیوشس مت، بدھ مت اور سنٹومت شامل ہیں۔ چونکہ ہمارا موضوع "اسلام اور زرتشتی مذہب کے تصوراتِ خیر وشر کا تقابلی جائزہ" ہے لہٰذا ہم ذیل میں صرف اسلام اور زرتشت کا تعارف اور ان کے تصوراتِ خیر وشر کو بیان کرتے ہیں۔

خیر وشر کے معنی مفہوم

دنیا کے آغاز سے لے کر آج تک خیر وشر کا وجود قائم رھاھے ھر دور میں انسان نے اس فلسفے کو سمجھنے اور اس کے درمیان تعلق کی نشاندھی کی ھے بظاھر تو اس میں بھت تضاد نظر آتا ھے لیکن یہ دونوں اللہ کے پیدا کردہ ھیں اس لیے کہ جب انسان خیر یا شر کا قصد کرتا ھے تو اسکو اس خیر یا شر پر جزا وسزا کا حقدار ٹھرایا جاتا ھے۔

خیر کے لغوی معنی:-

ہر وہ چیز جو انسان کو بھلائی اور فائدہ پہنچائے خیر کہلاتی ہے۔ لغات میں خیر کے درج ذیل معنی بیان ہوئے ہیں۔([i])

نیکی، بھلائی، نیک کام، پسندیدہ کام، بہتر۔

اللہ تعالي نے جو بندوں کو ھدایت، نعمت، اور اچھي چیزیں عطا کي ھیں وہ تمام چیزیں دنیا کي خیر ھیں۔

قاسم کیرانوي خیر کا معني یوں بیان کرتے ھیں:-

خیر، اخیار، خیور، معنی ہیں: فائدہ، نفع، بھلائی، مال، دولت۔ ([ii])

اس سے مراد عمدہ مال بھي ھے اس کو عمدہ مال اس لیے کھا گیا ھے کہ وہ چیز في نفسہ صحیح اور لائق استعمال ھو۔

بہترین، بہت اچھا، بہت عمدہ مال۔ ([iii])

خیر اسم صفت ہے اسکے معنی ہیں عمدہ، بہتر، خیر کے لغوی معنی ہیں اچھا، بہتر، بہترین وغیرہ۔([iv])

خیر ضد شر: خیر، بھلائی، نیکي، خیر: رفاہ، خوش حالي، خیر: نعمة، برکت، نعمت، خیر: ثروة، دولت اور ثروت اور رفاہ عامہ۔(v)

۳۔ خیر کے اصطلاحی معنٰی:۔

خیر کے اصطلاحی معنٰی ہیں ہر وہ چیز جو اپنی ذات کے اعتبار سے اچھی ہو اور اس میں ذاتی لذت، نفع یا خوش بختی ہو خیر وہ چیز جو سب کو پسند ہو۔(vi)

اور خیر ایسے محل پر بولتے هیں جهاں پر هر صورت میں کوئي بات ماننی پڑے اس کے لیے کسي بات کا واضع عمل موجود نه هو۔

۴۔ خیر کی اقسام:۔

خیر مطلق خیر مقید

خیر مطلق وہ چیز جو ہر ایک اور ہر حال میں سب کی لیے پسندیدہ ہو یعنی جنت

خیر مقید وہ چیز ہے جو ایک کے لیے خیر اور دوسرے کے لیے شر ہو یعنی دولت اسی لیے اللہ تعالی نے مال کے لیے دونوں وصف بیان کیے ہیں۔(vii)

الفاظ خیر و شر کا استعمال

الفاظ خیر و شر کا استعمال دو طرح سے ہوتا ہے

اسم کے لحاظ سے خیر و شر کا استعمال:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔(viii)

"اور تم میں سے ایسے لوگوں کی جماعت ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔"

اس آیت کریمه میں جماعت سے مراد کچھ لوگ هیں جو برائي سے روکیں اور نیکي کا حکم دیں اگر وہ بھي برائي سے نه روکیں اور نیکي کا حکم نه دیں تو وہ هلاک هوگئے اسي طرح اگر ایک عالم بھي هو اس پر برائي کو روکنا فرض هے۔

وصف کے لحاظ سے خیر و شر کا استعمال:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ

روزہ رکھو تو اس میں تمھارا بھلا ہے۔

خیر کا استعمال کبھی شر کے مقابلے میں ہوتا ہے تو کبھی ضر یعنی تکلیف یا سختی کے مقابل میں بھی استعمال ہوتا ہے

ارشاد باری تعالي هے

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ-وَ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَؕ-وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًاؕ-وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا۔(ix)

"(اے انسان اپنی تربیت یوں کر کہ) جب تجھے کوئی بھلائی پہنچے (تو سمجھ) کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے (اسے اپنے حسن تدبیر کی طرف منسوب نہ کر) اور جب تجھے کوئی برائی پہنچے تو سمجھ کہ وہ تیری اپنی طرف سے ہے (یعنی اسے اپنی خرابی نفس کی طرف منسوب نہ کر) اور (اے محبوب!) ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے، اور (آپ کی رسالت پر) اللہ ہی کافی ہے۔"

اس آیت کریمہ میں خیر یعنی بھلائی کا لفظ استعمال ہوا ہے اور شر کا لفظ سختی یعنی تکلیف کے لیے استعمال ہوا ہے جو کہ خیر کی ضد ہے نزدیک سب سے بڑی خیر علم ہے اور علم کا خزانہ انسان کے اندر مدفون ہے جس کو غور و فکر کے بعد دریافت کیا جا سکتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں بیان کیا گیاھے کہ ہر چیز کا تعلق امور تکوینیہ سے ہے امور تشریعہ سے نہیں ہے امور تکوینیہ سے مراد وہ وہ امور ہیں جو بندوں کے دخل کے بغیر وقوع پذیر ہوتے ہیں جیسے پیدا ھونا، مرنا، محنت، بیماري اور امور تشریعہ سے مراد وہ کام ہیں جنکے کرنے یا نہ کرنے کا بندوں کو حکم دیا ہے مثال کے طور پر نیک کام کرنا اور برے کاموں کو ترک کرنا۔ نیک اور بروں میں سے وہ جس کا قصد کرتا ہے اللہ اسکو پیدا کر دیتا ہے۔(x)

ا۔شر کے لغوی معنٰی:۔

ہر وہ چیز جو انسان کے لئے باعث تکلیف اور گناہ کہلاتی ہے۔ لغات میں شر کے مختلف معنٰی بیان کئے ہیں۔

شر کے لغوی معنٰی: برائی، بری چیز یا خراب چیز۔(xi)

جب انسان بري چیز کي طرف جاتا ھے تو اس میں بداخلاقي پیدا ھوتي ھے۔ شر: بدی، فساد، خرابي، گناہ، بداخلاقی، برا، خراب (xii)۔

جب انسان میں بداخلاقي پیدا ھو گي تو وہ انسان کو شر کي طرف لے کر جاتا ھے اور دنیا میں فساد پیدا ھونے لگتا ھے

الشرّ: برائی، خرابي، فساد، راجل شر: برا یا شرارتی انسان۔(xiii)

شر کي وجہ سے انسان میں حسد اور کینہ بھي پیدا ھوتا ھے اور اس کي وجہ سے معاشرے میں فساد پیدا ھوتا ھے۔

شرٌ ضد خیرٌ: اسکے معنٰی ہیں برائی، بداخلاقی، کینہ، حسد، شرارت۔(xiv)

شر میں برائيَ جنم لیتي ھے اور اس برائيَ کي وجہ سے معاشرے میں بدامني پیدا ھوتي ھے۔

شرٌ مرفوع، شراً منصوب اس کے معنٰی برائی کے ہیں۔(xv)

برائيَ کي وجہ سے دنیا میں نفرت پیدا ھوتي ھے اور اس نفرت کي وجہ سے معاشرہ بگاڑ کي طرف جاتا ھے۔

برائی، جس سے سب کو نفرت ہو وہ شر ہے۔(xvi)

لوئیس معلوف کھتے ھیں:۔

برائی، کینہ، دشمنی، جنگ، عیب، اسکی جمع شرور۔ (xvii)

معاشرے میں شر کی وجہ سے جھگڑا اور فساد پیدا ھوتا ھے۔

شر: برائی، جھگڑا، فساد، کھوٹ، بدی (xviii)

جب انسان میں جھگڑا پیدا ھوتا ھے تو اس سے ایک دوسرے میں نفرت پیدا ھو جاتی ھے۔

شر: شرارت، فساد، خرابی، بگاڑ، کھوٹ۔ (xix)

وہ لوگ جو برے کام کرتے ھیں ان کی وجہ سے وہ شرارت میں مبتلا ھو جاتے ھیں اور اس کی وجہ سے وہ ابدی ذلت کا حق دار ھوتا ھے اور اس کے لیے دوزخ کا عذاب رھے گا۔

شر: بدی، شرارت، فساد، لڑائی، جھگڑا، بدامنی۔ (xx)

شر کے اصطلاحی معنٰی:۔

ہر وہ چیز جو بری اور دوسروں کے لیے ناپسندیدہ اور باعث تکلیف ہو شر کہلاتی ہے۔

دینِ اسلام الہامی مذاہب میں سے تیسرا و آخری اور آبادی کے اعتبار سے دنیا کا دوسرا بڑا مذہب ہے جس کی بنیاد توحیدِ باری تعالیٰ پر ہے۔ دینِ اسلام اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب قرآن مجید کی تعلیمات پر قائم ہے۔ یہ الہامی کتاب اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری اور محبوب نبی حضرت محمد مصطفیٰ پر نازل فرمائی۔ اسلام کا آغاز رسول اللہ ﷺ کے اعلانِ نبوت سے ہوا اور تقریباً تیئیس سال کے عرصہ میں اس کے احکامات و تعلیمات تکمیل پذیر ہوئیں۔ اسلام کے بنیاد عقائد میں اللہ کی وحدانیت پر ایمان، رسولوں پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان، تقدیر پر ایمان اور یومِ آخرت پر ایمان لانا شامل ہے۔ ارکانِ اسلام میں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی شامل ہے۔

بخاری میں اس مفہوم کی حدیث درج ہے:

كان النبي ﷺ بارزا يوما للناس، فاتاه جبريل، فقال: ما الإيمان قال:الإيمان ان تؤمن بالله وملائكته وبلقائه ورسله وتؤمن بالبعث، قال: ما الإسلام؟ قال: الإسلام ان تعبد الله ولا تشرك به شيئا، وتقيم الصلاة، وتؤدي الزكاة المفروضة، وتصوم رمضان

(5)

نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کی محفل میں جلوہ افراز تھے کہ ایک فرد آیا اور اس نے سوال پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پاک کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں کے وجود پر اور اس کے ساتھ ملاقات کے حق ہونے پر اور اس کے طرف سے مبعوث ہوئے رسل عظام کے حق ہونے پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لاؤ۔ پھر اس نے پوچھا کہ اسلام

کیا ہے؟ آپ ﷺ نے پھر جواب دیا کہ اسلام یہ ہے کہ تم خالص اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ فرض ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔

دینِ اسلام سے پہلے جس قدر بھی مذاہب آئے وہ سب قومی اور محدود ضروریات کے لئے تھے۔ ان کا پیغام اپنے اندر عالمگیری حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ دینِ اسلام کو ایک عالمگیر مذہب ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جس کا خدا صرف مسلمانوں کا نہیں بلکہ سب جہانوں کا خدا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ صرف مسلمانوں کے واسطے رحمت بن کر نہیں آئے بلکہ تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر مبعوث ہوئے ہیں۔ دینِ اسلام کی تعلیمات آفاقی حیثیت کی حامل ہیں۔ اس میں زندگی، موت، قبر و حشر اور جنت و دوزخ وغیرہ کے ہر موضوع پر رہنمائی موجود ہے۔ الغرض انسان کی زندگی کے ہر مسئلہ کا حل دینِ اسلام فراہم کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام کی آمد سے سابقہ مذاہب کی تعلیمات منسوخ ہو گئیں اور ہر ایک انسان کے لئے ضروری قرار پایا کہ وہ اسلام کے دامن سے وابستہ ہو جائے۔

زرتشت مذہب ایک غیر سامی، آریائی اور قدیم ترین مذہب ہے، اس مذہب کو پارسی یا مجوسی مذہب بھی کہا جاتا ہے۔ اس مذہب کی بنیاد زرتشت نامی فلسفی نے چھٹی صدی قبل مسیح ایران میں رکھی۔ زرتشت نے اپنے زمانہ کے مشہور استاد بزاکرزا سے تعلیم حاصل کی اور دس سال کے قلیل عرصہ میں متعدد علوم مثلاً مذہب، زراعت، گلہ بانی اور جراحی وغیرہ سیکھ لیے۔ بعد ازاں اس نے توحید کی اشاعت اور شرک کی مخالفت کے لئے تبلیغ کے سلسلہ کا آغاز کیا۔ زرتشت نے اس وقت کے مقامی مذہبی عقائد اور پوجا کے طریقوں میں اصلاحات کیں، جن میں متعدد دیوی دیوتاؤں کی عبادت عام تھی۔ زرتشت نے واحد خدا "اہورامزدا" کی عبادت کا درس دیا، جسے زرشت تعلیمات کی روشنی میں حکمت، روشنی اور خیر کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔ زرتشی مذہب میں مختلف قسم کے عقائد و نظریات پائے جاتے ہیں۔

بوئس زرتشت مذہب کے عقائد و نظریات بیان کرتے ہیں:

"**خدا کا تصور:** زرتشی مذہب میں واحد خدا "اہورامزدہ" کو کائنات کا خالق اور منتظم مانا جاتا ہے، یہ خیر کا منبع ہے۔ اس کے برعکس شر کی قوت کو انگرامینیو (Angra Mainyu) یا اہریمن کہا جاتا ہے۔ **دوہری تصور کائنات:** زرتشی مذہب میں دنیا کو خیر اور شر کی دو قوتوں کے درمیان ایک مسلسل جنگ کا میدان سمجھا جاتا ہے۔ انسان کو اس جنگ میں خیر کا ساتھ دینا چاہیئے۔ **آخرت کا تصور:** زرتشی مذہب میں روح کی بقا کا عقیدہ ہے۔ مرنے کے بعد روح کا حساب کتاب کیا جاتا ہے۔ نیک روحیں جنت میں جاتی ہیں اور بدکار روحیں عذاب میں مبتلا ہوتی ہیں۔ آخری دنوں میں ایک "آخری نجات دہندہ" آئے گا جو خیر کو مکمل فتح دلائے گا۔ **آتش پرستی:** زرتشی مذہب میں آگ کو مقدس مانا جاتا ہے کیونکہ پاکیزگی اور خدا کی روشنی کی علامت ہے۔ زرتشی عبادت گاہوں کو آتش کدہ کہتے ہیں جہاں ہمیشہ مقدس آگ روشن رہتی ہے۔"(6)

معلوم ہوا کہ زرتشت مذہب کے بنیادی مذہبی عقائد میں دو خداؤں کا تصور، تصورِ کائنات یعنی کائنات میں خیر وشر کی باہمی جنگ، تصورِ آخرت یعنی انسان کو مرنے کے بعد حساب دینا پڑے گا۔ نیز آتش پرستی یعنی آگ کی پوجا شامل ہے۔

ڈھالا زرتشت مذہب کی مقدس کتاب کے متعلق رقمطراز ہیں:

"زرتشت مذہب کی مقدس کتاب "اوستا" ہے جو تین حصوں پر مشتمل ہے۔1) گاتھائیں۔ 2) یشت۔ 3)وِیندیداد۔ گاتھائیں زرتشت کی خود کی لکھی گئیں نظمیں ہیں جو اس کے بنیادی نظریات اور عقائد کو بیان کرتی ہیں۔ یشت میں مختلف دیوتاؤں اور عناصر کی مدح بیان کی گئی ہے اسی طرح وِیندیداد زرتشتی قوانین اور ضوابط پر مشتمل ہے۔ زرتشتی مذہب میں اخلاقیات پر بڑا زور دیا گیاہے۔ اس کی اخلاقی تعلیمات میں راستی، صفائی، محنت، امداد اور رہبانیت اختیار نہ کرنے کی تاکید شامل ہے۔"(7)

عصرِ حاضر میں دنیا بھر میں زرتشت مذہب سے تعلق رکھنے والے کل افراد کی تعداد تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہے جو کہ زیادہ تر بھارت اور ایران میں مقیم ہیں۔ بھارت میں انہیں پارسی کہا جاتا ہے۔ یہ افراد آج بھی اپنی مذہبی روایات اور عقائد کو تھامے ہوئے ہیں۔ زرتشتی تعلیمات نے اخلاقیات اور فلسفہ پر اپنے گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے نظام کو ایک نہج، اصول اور حکمت پر قائم کیاہے۔ اس ذات وحدہ لاشریک کی مضبوط و مستحکم حکمتیں ہی نظامِ کائنات اور قوانینِ فطرت کی بنیاد ہیں۔ باری تعالیٰ کی تخلیق کی ہوئی ہر شئے میں خیر وشر کے پہلو موجود ہوتے ہیں۔ کیونکہ انسان کی جانچ، اس کا شقی وسعید ہونا وغیرہ انہی تصورات کے مرہونِ منت ہے۔ خیر وشر کا تصور ہر مذہب میں نہایت اہمیت کا حامل ہے یعنی ہر مذہب اپنے ماننے والوں کو نیکی اور برائی کا معیار اور پیمانے کی نشاندہی کرتا ہے۔ زیرِ نظر موضوع اسلام اور زرتشت کے تصوراتِ خیر وشر کے تقابلی مطالعہ پر مشتمل ہے لہٰذا ذیل میں ہم اسلام اور زرتشت کے تصورات خیر وشر کو بیان کرتے ہیں۔

دینِ اسلام میں خیر وشر کا تصور بنیادی اعتقادی واخلاقی موضوعات میں سے ہے۔ اسلام میں خیر وشر پر عقیدہ رکھنا ایمان کا جزِ لازم ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق خیر اور شر کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تاہم اس نے انسان کو نیک اور بُری راہ اختیار کرنے کا مکمل اختیار اور آزادی عطا فرمائی ہے۔ تمام حیوانات، نباتات اور جمادات باری تعالیٰ کے متعین کردہ راستے پر چلنے اور اس کی اندھی تقلید کرنے پر مجبور ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجبورِ محض نہیں بنایا بلکہ اسے عقل، تدبر و تفکر اور شعور کی دولت سے نوازا ہے تاکہ وہ عمدہ راستے کا انتخاب کرے اور راہِ ضلالت سے اجتناب کرے۔

قرآن مجید میں ہے:

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا(8)

" بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسے حق اور باطل کے مابین تمیز کا شعور عطا کیا ہے اب چاہے وہ شکر ادا کرنے والے بن جائیں یا ناشکرے ہو جائیں۔"

اس آیتِ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کو مجبورِ محض پیدا نہیں کیا گیا بلکہ اسے نیکی اور بدی کے راستے دکھا دیے گئے ہیں اور اسے شعور کی نعمت سے نواز دیا گیا ہے، نیکی و بدی کی جزا و سزا کا بیان واضح طور پر سمجھا دیا گیا ہے آگے انسان کا اختیار ہے کہ وہ کس راستے کا مسافر بننا پسند کرتا ہے۔ اگر انسان کو مجبورِ محض مان لیا جائے تو انبیاء کی بعثت، کتبِ سماویہ کا نزول، جزا و سزا کا قانون اور بہشت و دوزخ کا تصور بالکل باطل ہو جائے گا لہٰذا ثابت ہوا کہ اسلامی تعلیمات میں خیر و شر کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تاہم اس نے انسان کو عقل و شعور کی نعمت سے نواز کر خیر و شر کے راستے کا انتخاب کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔

بخاری میں خیر و شر کے تصور کو کچھ یوں بیان کیا گیا ہے:

ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ

" جسم میں ایک لوتھڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو پورا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے۔"(9)

اس حدیثِ مبارکہ میں خیر و شر اندرونی پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ دل کی اصلاح خیر کے راستے پر گامزن ہونے پر ہوتی اور شر کا راستہ دل کو پراگندہ کر دیتا ہے۔ لہٰذا انسان کو ہمیشہ خیر اور بھلائی کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔

غزالی اسلام کے فلسفہ خیر و شر پر روشنی ڈالتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے افعال میں کوئی چیز عبث یا بے حکمت نہیں۔ شر کو تخلیق کرنا اس کے بڑے مقاصد کا حصہ ہے تا کہ آزمائش کے ذریعے انسان کو کمال تک پہنچایا جا سکے۔"

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خیر اور شر کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ خیر کے خالق ہونے کا مطلق تو واضح ہے کہ انسان نیکی کے راستے پر گامزن ہوں اور راہِ نجات حاصل کریں۔ شر کی تخلیق کا مقصد انسانوں کی آزمائش ہے کہ کون اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے شر سے بچتا ہے اور کون حکم عدولی کرتے ہوئے اسے اختیار کرتا ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ حکمِ الٰہی کے مطابق خیر کو اختیار کرے اور شر سے بچے۔(10)

زرتشت مذہب میں خیر و شر کے تصور کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس مذہب کے بانی زرتشت نے ایک ایسی کائناتی کشمکش کا نظریہ پیش کیا ہے جس میں خیر و شر کے مابین ہمیشہ جنگ جاری رہتی ہے۔ زرتشت مذہب کی تعلیمات کے مطابق کائنات میں دو بنیادی قوتیں یا دو خدا ہیں۔ 1) اہورامزدا۔ 2) انگرہ مینیو۔ زرتشت کے مطابق اہورامزدا خیر کی علامت ہے جو روشنی سچائی اور عدل کا مظہر ہے۔ اسی طرح انگرہ مینیو شر کی علامت ہے جو تاریکی، جھوٹ اور فساد کا مظہر ہے۔ زرتشت نے دنیا کو دو متضاد قوتوں میں تقسیم کیا ہے۔ 1) خیر (سپنتا مینیو)۔ 2) شر (انگرہ مینیو)۔ خیر یعنی سپنتا مینیو وہ مثبت قوت ہے جو تخلیق، ترقی اور

انسانیت کی بھلائی کے لئے کام کرتی ہے، یہ قوت "اہورامزدا" کے ساتھ منسلک ہے۔ اسی طرح شر یعنی انگرہ مینیو وہ منفی قوت ہے جو تباہی جھوٹ اور برائی پھیلانے کی کوشش کرتی ہے۔

یسنا میں فلسفہ خیر و شر کچھ یوں مذکور ہے:

"اب میں تمہیں دو بنیادی روحوں کے بارے میں بتاؤں گا۔ ایک خالق ہے جو خیر کا منبع ہے اور دوسرا شر کا منبع ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف کام کرتے ہیں۔ انسان اپنے اعمال کے ذریعے ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرتا ہے۔ جو روشنی سچائی اور نیکی کا انتخاب کرتے ہیں، وہ ابدی خوشی کی طرف بڑھتے ہیں لیکن جو جھوٹ، برائی اور اندھیرے کا راستہ اختیار کرتے ہیں وہ تباہی کا سامنا کرتے ہیں۔"(11)

اس اقتباس سے زرتشت مذہب کا تصور خیر و شر واضح ہوتا ہے کہ اس مذہب میں خیر و شر کو پیدا کرنے والی دو الگ قوتیں ہیں۔ خیر کا خالق اہورامزدا ہے اور شر کا خالق انگرامینیو ہے۔ اور ساتھ ہی انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے عمل سے خیر و شر میں سے کسی ایک کو چُن سکے۔ زرتشت کے مطابق انسان کی زندگی کا مقصد اہورامزدا یعنی روشنی اور نیکی کے دیوتا کی اطاعت کرنا اور انگرامینیو یعنی شر کی قوتوں سے لڑنا ہے۔

یسنا میں انسانوں کو کچھ یوں تلقین کی گئی ہے:

"پروردگار نے روزِ نخست جس وقت اپنی خِرد سے لوگوں کو سوچنے کی قوت عطا کی اور جس وقت اس نے کالبد تن میں جان ڈالی اور اس روز سے اس نے کردار کی خِرد کے ہمراہ تخلیق کی، اس نے چاہا کہ ہر کوئی تفکر کے مطابق اپنی رائے اور اپنے اختیار کے ساتھ عمل کرے۔"(12)

معلوم ہوا کہ زرتشت مذہب کے مطابق خیر اور شر کے دو راستے متعین کر دیے ہیں لیکن ساتھ ہی انسان کو اختیار بھی دے دیا گیا ہے کہ ان میں سے کسی ایک راستے کا انتخاب کرے۔ بلاشبہ خیر کا راستہ بہتری کا راستہ ہے۔

نطشے زرتشت کے فلسفہ خیر و شر کے حوالے سے لکھتا ہے:

"خیر اور شر کی جدوجہد وہ پرانا خواب ہے جو انسانیت کے اخلاقی نظام کو تشکیل دیتا ہے لیکن زرتشت ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ یہ جد و جہد ہماری اپنی تخلیق ہے اور ہمیں اپنی اخلاقیات کو نئے سرے سے تخلیق کرنا ہوگا۔"(13)

معلوم ہوا کہ زرتشت مذہب میں خیر و شر کو تخلیق کرنے والی علیحدہ علیحدہ قوتیں ہیں۔ خیر کی قوت یا دیوتا کو اہورامزدا کہتے ہیں اور شر کی قوت کو انگرامینیو کہتے ہیں۔ خیر کی قوت زمین میں بھلائی اور روشنی پھیلاتی ہے اور شر کی قوت زمین میں جھوٹ اور فساد برپا کرتی ہے۔ اب انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی عقل اور تفکر کے ذریعے بھلائی کا انتخاب کرے یا برائی کا۔ البتہ جو لوگ بھلائی اختیار کریں گے ان کا انجام اچھا ہوگا اور جو لوگ برائی کا ساتھ دیں گے ان کا انجام بد ہوگا۔

مذکورہ بالا بحث میں اسلام اور زرتشت مذہب کا تعارف اور ان کے تصوراتِ خیر وشر کو بیان کیا گیا ہے۔ اگر ان دونوں مذاہب کے تصوراتِ خیر وشر کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام خیر وشر کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کے تحت دیکھتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اللہ ہی خیر کا منبع ہے اور شر بھی اس کے علم اور مشیت کے تحت ہے، اس کا مقصد آزمائش ہے۔ اس کے برعکس زرتشیت میں ثنویت کا اصول رائج ہے یعنی یہ مذہب خیر اور شر کو دو متضاد قوتوں کے طور پر دیکھتا ہے اور خیر اور شر کو دنیا میں پھیلانے والے دو الگ خدا ہیں۔ ان دونوں مذاہب کے فلسفہ خیر وشر کی مشترک چیز یہ ہے کہ انسان کو خیر یا شر کا انتخاب کرنے میں اختیار حاصل ہے نیز بھلائی اختیار کرنے کی صورت میں جنت اور برائی اختیار کرنے کی صورت میں سزا اور جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ الغرض اسلام اور زرتشت دونوں مذہب خیر وشر کی اہمیت پر زور دیتے ہیں اور انسان کو خیر کا انتخاب کرنے کی ترغیب دیتے ہیں تاہم ان کے نظریاتی ڈھانچے میں ماخذ اور نوعیت کے اعتبار سے نمایاں فرق موجود ہے۔

مصادر ومراجع

---

[i] عابدین۔(1977) . فرہنگ عابدین .لاہور:ادارہ ثقافتِ اسلامیہ۔ص:2

[ii] کیرانوی، مولانا وحید الزماں قاسمی، (س ن). القاس الکتاب، لاہور، ادارہ الاسلامیہ، ص:۲۶۱

[iii] إبراهيم مصطفى-أحمد الزيات-حامد عبد القادر-محمد النجار، المعجم الوسيط-موافق للمطبوع، دار الدعوة، س ن، ص:۶۲۲

[iv] ندوی، ۲۰۰۳، ص:۱۱۹

[v] روحي، ۲۰۰۵، ص:۲۵

[vi] نور الحسن، س ن، ص:۱۵۸

[vii] نعمانی، س ن، ص:۳۲۷

[viii] آل عمران، ۴: ۴۰

[ix] النساء:۷۹:۴

[x] اصلاحی، ۲۰۱۳، ص:۱۰۰

[xi] العابدین، ۱۹۷۷، ص:۲:۳۷

[xii] کیرانوی، س ن، ص؛۹۴۱

[xiii] القادر، النجار، س ن، ص:۲۴۱

[xiv] روحي، ۲۰۰۵، ص:۳۲۴

[xv] ندوی، ۲۰۰۳، ص: ۱۹۳

[xvi] نعمانی، س ن، ص:۶۵

xvii لوئیس معلوف، س ن، ص:۵۱۸

xviii الدین، س ن، ص:۴۳۲

xix نسیم امروہی، ۱۹۹۶، ص:۸۷۴

xx نورالحسن، س ن، ص:۱۵۵۸

SCRR